صدر جنرل پرویز نے ۲۲ر اپریل کو اسلام آباد میں نیب کے زیر اہتمام کرپشن کے خاتمے کے زیر عنوان ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''میں نے عالمی دباؤ پر انتخابات کرائے لیکن انتخابات کے نتیجے میں کرپشن میں ملوث لوگوں کو پہلے سے زیادہ ووٹ مل گئے اور کرپٹ لوگ حکومت میں آ گئے۔ ہمیں احتساب میں کامیابی نہیں ملی۔ بدعنوانی کا مکمل خاتمہ مشکل ہے۔''

(نوائے وقت ملتان۔ ۲۳ر اپریل ۲۰۰۴ء)

صدر پرویز نے پہلی مرتبہ اپنی حکومت میں کرپٹ لوگوں کی موجودگی کا اعتراف کیا ہے۔ موجودہ اسمبلی صدر پرویز کے ذاتی بنائے ہوئے قواعد وضوابط کے نتیجے میں معرضِ وجود میں آئی ہے۔ قبل ازیں وہ اپنے ایک بیان میں موجودہ ارکانِ اسمبلی کو ''بے شعور'' بھی قرار دے چکے ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جن کرپٹ لوگوں کی اپنی حکومت میں موجودگی کا انہیں اب احساس ہوا ہے، وہ سب کے سب انہی کے تعاون، سرپرستی اور مرضی سے انتخاب جیت کر حکومت میں آئے۔ یہ تمام کے تمام نیب زدگان تھے اور ان کی فائلیں تیار تھیں۔ ان پر جو چارج شیٹ لگائی گئی اس کی ایک ہلکی سی جھلک اخبارات میں بھی شائع ہوئی اور پھر انہیں بلیک میل کر کے ایک دھڑے کی صورت دے کر اپنے حق میں استعمال کیا گیا اور استعمال کیا جا رہا ہے۔ بوقت ضرورت انہیں ان کی فائل دکھا دی جاتی ہے اور وہ پھر اپنی کارکردگی بہ شکل وفاداری دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔ جناب صدر پر ان کی کرپشن کا انکشاف اچانک نہیں ہوا، وہ انہیں خوب جانتے اور ہم سے بہتر پہچانتے ہیں۔ یہ کرپٹ لوگ دراصل حکومت میں بطور سزا کے شامل ہوئے ہیں۔ حافظ حسین احمد نے سچ کہا ہے:

''یہ تاریخ کی انوکھی سزا ہے۔ ایک شخص کو سزا کے طور پر وزیر اعظم، دوسرے کو وزیر داخلہ اور تیسرے کو وزیر پانی و بجلی بنا دیا گیا۔ صدر نے آدھا سچ بتایا اور آدھا چھپایا۔''

جنابِ صدر نے ان کرپٹ لوگوں سے جو کام لینا تھا وہ تو لے لیا۔ یعنی ایل ایف او منظور کرایا، نیشنل سیکورٹی کونسل قائم کر دی اور اپنی صدارت بھی پکی کر لی۔ وردی کے معاملے میں پیٹریاٹ ان کے مہم جو بن گے۔ مجلس عمل کو بھی استعمال کر لیا اور اب متحدہ مسلم لیگ کے قیام کی کوشش آخری مرحلے میں ہے۔ ساتھ انہوں نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ

''میرے لیے سیاست کے دروازے کھلے ہیں''، یعنی بلی تھیلے سے باہر آنے ہی والی ہے۔ وہ اپنے پیشرو ایوب خان اور ضیاء الحق کے راستے پر ہی گامزن ہیں۔ صرف انداز مختلف ہیں۔ لیکن نتیجہ وہی نکلے گا۔ جو سابقہ آمروں کا نکلا۔

صدر نے تسلیم کیا کہ وہ غیر ملکی دباؤ کے آگے بے بس ہوگئے۔ انتخابات کے حوالے سے بے بس ہوئے تو کرپٹ لوگ ان کی حکومت میں آگئے۔ افغانستان کے معاملے میں بے بس ہوئے تو طالبان جیسے مخلص دوستوں اور پاکستان کے محافظوں کو اپنا دشمن بنالیا۔ ہماری مغربی سرحد غیر محفوظ ہوگئی اور ایک بڑا دشمن اس پر آکر بیٹھ گیا بلکہ سرحد عبور کر کے ہمارے ہوائی اڈے بھی استعمال کئے۔ ہم خوش ہیں کہ امریکہ نے ہمیں ''نان نیٹو اتحادی'' بنا کر بہت اعزاز بخشا ہے جبکہ امریکہ عراق میں پاکستانی فوج بھجوا کر اس کی نقد قیمت وصول کرنا چاہتا ہے۔ اُدھر امریکہ کے تین اتحادیوں نے عراق سے اپنی فوجیں واپس بلانے کا اعلان کر دیا ہے۔ ان میں سپین، روہداس اور ڈومینکن ری پبلک شامل ہیں۔ اِدھر ہمارے حکمران فوج بھجوانے کے مطالبے پر غور کر رہے ہیں۔ اس غلطی کا اعادہ ہوا تو پاکستان کو نا قابل تلافی نقصان پہنچے گا۔

وانا آپریشن کے حوالے سے غیر ملکی دباؤ میں آکر اپنے ہی ملک کے محبِّ وطن شہریوں کا خونِ ناحق کیا اور بالآخر عام معافی کا اعلان کر کے اپنی خفت مٹانے کی ناکام سعی کی گئی۔

نصابِ تعلیم کے معاملے میں غیر ملکی دباؤ کا شکار ہوئے تو پاک پیغمبر ﷺ، خلفائے راشدین، امہاتُ المومنین، بناتِ رسول اور اصحابِ رسول علیہم الرضوان کی توہین پر مشتمل مواد ہمارے نصابِ تعلیم کا حصہ بن گیا۔ مذہب اور مذہبی شخصیات کو صرف اسلامیات کے مضمون تک محدود کر دیا گیا، اس میں بھی ان کے ساتھ استہزاء کیا گیا اور انہیں نہایت بھونڈے انداز میں پیش کر کے اُن کی توہین کی گئی۔ ایک طرف تو نصابِ تعلیم سے دین کو خارج کر رہے ہیں اور دوسری طرف جو بی اے پاس اسمبلی بنائی ہے اسے خود بددیانت اور بے شعور قرار دے رہے ہیں۔

معاشی پالیسیوں میں غیر ملکی دباؤ میں آئے تو ملک پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کا قبضہ ہوگیا۔ ملکی انڈسٹری تباہ ہوگئی بلکہ سرکاری سطح پر اس کی حوصلہ شکنی کی گئی۔

جب صدرِ مملکت یہ اعتراف کرتے ہیں کہ:

حکومت میں کرپٹ لوگ ہیں، احتساب ناکام ہے، عوام سیاسی شعور سے عاری ہیں، ملکی فیصلے غیر ملکی دباؤ کے تحت ہوئے ہیں تو پھر معاف کیجیے۔ آپ کیوں تختِ اقتدار پر براجمان ہیں؟ کیا آپ بھی غیر ملکی دباؤ کے تحت اقتدار پر قابض ہیں؟ اگر نہیں تو پھر اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے مستعفی ہو جائیں اور اگر ہیں تو پھر...... گلشن کا خدا حافظ!

☆☆☆